آغا خانیت کو پہچانئے

اہتمام وتقدیم:
(ڈاکٹر) محمد لقمان السلفی

الحمد لله الخالق الرحيم والصلاة والسلام على رسوله الكريم وعلى آله وأصحابه ذوى الفضل العظيم.

أما بعد! چونکہ فرقہ اسماعیلیہ ''آغا خانیہ'' کے متعلق پاکستان کا مسلم طبقہ بہت کم جانتا ہے، اور اکثر خواص وعوام ان کے غلط اور غیر اسلامی عقائد ونظریات اور مذموم عزائم سے آگاہ نہیں اور نہ ہی ان کی فتنہ انگیزیوں کی خبر رکھتے ہیں حالانکہ اس فرقے کا اپنے عقائد ونظریات کے لحاظ سے اسلام کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ یہ فرقہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک عظیم سازش اور بہت بڑا فتنہ ہے، مگر یا تو ان کے نظریات وعزائم سے ناواقفیت یا مسلمانوں خصوصاً علمائے کرام کی ان کی طرف کم توجہی کی بنا پر بہت سے لوگ اس صریح غیر مسلم فرقہ کو مسلمان تصور کرتے ہیں، اور بہت سے لوگ اپنی لڑکیوں کو ان کے نکاح میں دیا کرتے ہیں اور ان کی لڑکیوں کے ساتھ نکاح کرتے ہیں، اور ان کا ذبیحہ حلال سمجھ کر کھاتے ہیں، اور اس فرقے کی باطنی سازشوں سے لاعلمی کی وجہ سے اس کو کوئی بڑا فتنہ اور ضرر تصور نہیں کرتے ہیں۔ بایں وجوہ یہ بات ضروری ہوگئی ہے بلکہ یہ ایک عظیم اسلامی فریضہ ہے کہ اس فرقے کی خباثتوں کو عامۃ المسلمین کے سامنے لایا جائے اور ان کی سازشوں کو بھی بے نقاب کیا جائے، تاکہ عامۃ المسلمین ان کی مضرتوں سے محفوظ رہ سکیں۔

اس فرقے کی سازشوں اور دیگر عزائم کو بعد میں ایک مستقل رسالے کے ذریعے بے نقاب کیا جائے گا، فی الحال مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے باطل نظریات مسلمانوں کے سامنے لاؤں، اور چونکہ اس فرقے کے عقائد بالکل کفر صریح ہیں لہذا میں بغیر تبصرہ کے ان کے عقائد کو یا حوالہ نقل کروں گا یا بقدر ضرورت انتہائی اختصار کے ساتھ جائزہ پیش کیا جائے گا۔ ان کے عقائد پڑھنے کے بعد مسلمان خود فیصلہ دے دیں کہ یہ فرقہ مسلم ہے یا خارج از اسلام، بلکہ میری یہ توقع ہے کہ اس فرقہ کے معتدل مزاج اور سادہ لوح لوگ بھی جو اس باطنی فرقہ کے اصلی نظریات کا صحیح علم رکھے بغیر صرف اپنی خوش فہمی کی وجہ سے اس کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں ان نظریات کا مطالعہ کر کے اس لادینیت سے توبہ تائب ہو کر مشرف بہ اسلام ہو جائیں گے۔ (وما ذلک علی الله بعزیز)

اسلام کا کلمہ طیبہ اور اسماعیلی کلمہ: اسماعیلی کلمہ: اشهد أن لا اله الا الله وأشهد أن محمداً رسول الله وأشهد أن أمير المؤمنين علي الله.

اس کلمہ کو اسماعیلی لوگ پاک کلمہ کا نام دیتے ہیں اور یہی ان کے نزدیک کلمہ اسلام ہے، اور اس کو مانے اور کہے بغیر کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا۔ آپ ذرا توجہ فرما کر اس کلمہ کے آخر اور اول کو ملا کر دیکھیں کہ نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ اس کلمہ کے اول حصے کا معنی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں اور آخری حصے کا معنی ہے کہ ''علی اللہ'' ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ جس اللہ کی معبودیت کا اقرار اس کلمہ میں موجود ہے، وہ علی ہے اور دوسرے اسماعیلی تعلیمات میں ہے کہ ''مولیٰ علی'' سے مراد اسماعیلی امام یعنی آغا خان ہے تو اب خلاصہ یہ ہوا کہ معبود برحق آغا خان ہے۔ عیاذاً باللہ

اسلامی کلمہ: جبکہ اسلام کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اسلام کا عقیدۂ توحید اور اسماعیلی فرقے کا امام زمان: اسماعیلی لوگ اپنے امام کو (جو موجودہ وقت میں ''پرنس کریم آغا خان'' ہے اور پیرس میں رہتا ہے) امام زمان، امام وقت اور اولوالأمر کے نام سے پکارتے ہیں۔ سب سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ اسماعیلیوں کے نزدیک امام کی حیثیت کیا ہے۔ مندرجہ ذیل حوالہ جات سے واضح طور پر یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ اسماعیلی فرقہ کے ہاں امام ہی سب کچھ ہے۔ وہی اللہ ہے وہی قرآن، وہی خانہ کعبہ ہے اور وہی بیت المعمور اور وہی جنت ہے، نیز قرآن مجید میں جہاں کہیں اللہ کا لفظ آیا ہے اس سے مراد اسماعیلی کتابوں میں امام زماں لیا گیا ہے، اور کہتے ہیں کہ وہی فائدہ دہندہ ہے، وہی زندہ کرنے والا اور وہی غیب دان وحاضر وناظر، یعنی اللہ کی جملہ صفات اسی میں جمع ہیں اور وہی اللہ ہے۔

امام زمان اللہ کا نام ہے: ''امام زمان اللہ کا نام ہے''۔ (وجہ دین، حصہ اول، ص۱۴۲) ''امام زمان ہر زمانے میں اللہ کا نام ہے''۔ (وجہ دین، حصہ اول، ص۱۴۰، ۱۴۲) ''پس اللہ کی سب صفات امام میں ہیں''۔ (علم کے موتی حصہ اول، ص۳۱)

اللہ کے خزانے میں صرف ایک موتی ہے جو دونوں جہانوں کی قیمت رکھتا ہے (آگے چل کر) اور بڑی عجیب بات ہے کہ وہی سب کچھ ہے، (آگے چل کر) وہی اللہ کا ایک نام ہے وہی سب نام۔ (علم کے موتی حصہ اول، ص۱۲)

''وجہ دین'' اسماعیلی مذہب کی ایک معتبر ترین شخصیت پیر شاہ ناصر خسرو کی تصنیف ہے جس کا ترجمہ نصیر الدین نصیر ہونزائی نے کیا ہے جو کہ علامہ کا عظیم لقب پایا ہے۔ کتاب ''علم کے موتی'' اسی کی تصنیف کردہ ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی سب صفات امام میں ہیں، اور وہی اللہ کا ایک نام ہے اور وہی سب نام یعنی اللہ کا وہ

نام جوتمام اسمائے حسنیٰ کا جامع ہے، امام زمان ہے۔عیاذ أباللہ

امام زمان فائدہ رساں اور زندہ کرنے والا ہے: ''خواہ انسان سویا ہو یا بیدار، برابر ناک سانس لیتی رہتی ہے اور اس کو زندہ رکھتی ہے۔اس کا اشارہ یہ ہے کہ خواہ سارے لوگ حق سے آگاہ ہوں یا بے خبر مگر امام متواتر اپنا کام کرتے رہتے ہیں۔ ہمیشہ لوگوں پر فیض برساتے ہیں اور ان کے نفوس کو زندہ رکھتے ہیں''۔(وجہ دین،حصہ اول،ص ۱۵۰)

یعنی امام: ''**کل یوم هو فی شأن**'' ہے متواتر اپنا کام کرتا رہتا ہے، فیض رساں اور زندہ رکھنے والا ہے۔جبکہ اہلِ اسلام کا ایمان ہے کہ صرف اللہ کی ذات فیض رساں، زندہ رکھنے والی اور مارنے والی ہے۔

''اور ان لوگوں نے اللہ کی جیسی قدر کرنی چاہیے تھی اس کی قدر نہیں کی اور زمین قیامت کے دن اللہ کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔(۳۹/۶۷) ہمیشہ اللہ کی تاویل امام ہی ہوا کرتے ہیں، اس میں ارشاد ہے کہ انہوں نے امام کی قدر نہیں کی''۔(علم کے موتی، حصہ اول، ص ۱۳)

قرآن کریم کا ارشاد ہے۔﴿**وما قدروا الله حق قدره والأرض جميعاً قبضته يوم القيامة والسمٰوات مطويات بيمينه**﴾''اور کافروں نے اللہ کی اس کے مقام ومرتبہ کے مطابق قدر نہیں کی، اور قیامت کے دن تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی، اور سارے آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوں گے''۔ (الزمر:۶۷) اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کا جو ذکر آیا ہے نصیر ہونزائی کے نزدیک اس سے مراد امام زمان ہے، بلکہ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی اللہ کے نام کا ذکر آیا ہے اس سے مراد امام زمان یعنی آغا خان ہے۔عیاذ أباللہ

امام زمان مالک وحاکم ہے: ''اولوالأمر لوگوں کی جانوں کا، اولادوں کا اور ان کے مالوں کا، سب چیز کا مالک وحاکم ہوتا ہے''۔(أولی الأمر منکم ص:۱۰) ''اولوا الأمر امام وقت ہی ہوسکتا ہے کوئی اور نہیں ہوسکتا''۔(اولی الأمر منکم، ص۱۲) ان دونوں عبارتوں کو ملانے سے بصراحت یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ امام زمان (آغا خان) ہر چیز کا مالک وحاکم ہے۔حالانکہ قرآن مجید کا اعلان ہے۔﴿**ان الحكم الا لله**﴾''اللہ کے علاوہ کسی کے ہاتھ میں فیصلہ نہیں ہے''۔ (الأنعام:۵۷) اور ارشاد ہے:﴿**وربک یخلق ما یشاء ویختار ما کان لهم الخیرة سبحان الله وتعالى عما یشرکون**﴾''اور آپ کا رب جو کچھ چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے (اپنی رسالت کے لئے) چن لیتا ہے، ان مشرکین کو کوئی اختیار نہیں (کہ وہ ہمارے شریک چنیں) اللہ تمام عیوب سے پاک اور مشرکوں کے شرک سے بلند وبالا ہے''۔(القصص:۶۸) یعنی حاکم وصاحب اختیار صرف اللہ کی ذات ہے، اللہ

کے سوا کسی مخلوق کے ہاتھ میں کوئی اختیار نہیں۔ اگر مخلوق صاحب اختیار اور لوگوں کی جان و مال اور اولاد کی مالک وحاکم ہو جائے تو اللہ کی شریک ٹھہرے گی اور اللہ ان شریکوں سے پاک ہے اور بہت ہی بلند و برتر ہے۔

امام زمان حاضر و ناظر ہے: اب ملاحظہ فرمایئے اسماعیلی امام سر سلطان محمد شاہ (جو کہ موجودہ آغا خان کا پیش رو ہے اور طویل مدت تک اسماعیلی امامت سے خوب فائدہ اٹھایا ہے) کے فرامین: ''انسان کے جسم کے جو رونگٹے ہیں ان سے بھی قریب میں تمہارے دل میں بیٹھا ہوں''۔ (روحانی راز، ص ۱۰، از فرامین سلطان محمد شاہ)

اللہ رب العالمین کا فرمان ہے: ﴿ونحن أقرب اليه من حبل الوريد﴾ ''اور ہم ان کی رگِ حیات سے بھی ان کے زیادہ قریب ہیں''۔ (ق:۱۶) ﴿انه عليم بذات الصدور﴾ ''بیشک اللہ تعالیٰ دل کے بھید جاننے والے ہیں''۔ (فاطر:۳۸) اس طرف امام صاحب کا فرمان ہے کہ میں جسم کے رونگٹوں سے بھی قریب انسان کے دل میں بیٹھا ہوں، گویا: ﴿نحن أقرب اليه من حبل الوريد﴾ اور ﴿عليم بذات الصدور﴾ ہونے کا وہ خود دعویٰ کرر ہا ہے۔ عیاذ أباللہ ''تم سب ہمارے مومنین ہو، تم دل میں تہیہ کرو کہ ہم ہمیشہ تمہارے پاس ہیں''۔ (روحانی راز، ص ۲۸) ''جب تم ہمیں یاد کرتے ہو تو اس وقت تم بھی ہمیں یاد آتے ہو۔ ہمیں ایک ایک مومن یاد آتا ہے۔ جس طرح ہم یہاں حاضر بیٹے ہیں، اسی طرح ہم مومن کے پاس ہمیشہ حاضر ہیں''۔ (روحانی راز، ص ۴۱)

چونکہ کلام مجید میں ارشاد ہے: ﴿فاذكروني اذكركم واشكروا لي ولا تكفرون﴾ ''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر ادا کرو میری ناشکری نہ کرو''۔ (البقرہ:۱۵۲) امام سلطان محمد شاہ آنجہانی کہتا ہے کہ ہر مومن کو چاہیے کہ وہ دل میں تہیہ کرے کہ میں ہمیشہ اس کے پاس حاضر ہوں، اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کو دیکھتا ہوں اور میں بھی اس کو یاد کرتا ہوں، اور یہ بھی نہیں کہ مومن کے پاس میری حاضری خرق عادت کے طور پر کسی خاص وقت میں ہے بلکہ میں اس کے پاس ہمیشہ حاضر ہوں۔ لیکن اللہ کا فرمان ہے کہ میں ہی حاضر و ناظر اور غیب دان ہوں، میرے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ چنانچہ ارشاد ہے ﴿قل لا يعلم من في السمٰوات والأرض الغيب الا الله﴾ ''آپ کہہ دیجئے کہ آسمانوں اور زمین میں جتنی مخلوقات ہیں، ان میں سے کوئی بھی اللہ کے سوا غیب کی باتیں نہیں جانتا ہے''۔ (النمل:۶۵) ''فرما دیجئے کہ جو بھی آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں غیب نہیں جانتے سوائے اللہ کے''۔ عقیدۂ توحید ایک بنیادی چیز ہے جس کے معنی ہیں اللہ کو واحد ولا شریک جاننا اور ذات و صفات میں کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرانا اور صفاتِ الوہیہ میں سے دو بنیادی صفات یعنی غیب

دانی اور تصرف و مالکیت صرف اللہ کی ذات کیلئے خاص ہیں اور آغا خانیوں کا کہنا ہے کہ یہ دونوں صفات آغا خانی میں موجود ہیں اور آغا خان جملہ آغا خانیوں کو (جن کو وہ مومن کہتا ہے) حکم دیتا ہے کہ وہ اس کی غیب دانی پر ایمان لائیں۔ جیسا کہ آپ نے اس کا فرمان ملاحظہ فرمایا:

اللہ کو ہست کہنا کیسا ہے: جس ذات کو اہلِ اسلام بلکہ جملہ اہل ادیان اللہ اور خالق ارض وسماء جانتے ہیں، اسماعیلی فرقہ کے پیشوا اس کے وجود کے بارے میں بھی متردد اور پریشان ہیں، اس مذہب کی ایک مقتدر شخصیت پیر شاہ ناصر خسرو اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ''اور جب یہ جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی علم کے تحت ہو تو جائز نہیں جو میں یہ کہوں کہ اللہ ہے یا یہ کہوں کہ اللہ نہیں''۔ (وجہ دین حصہ اول، ص ۳۴) جب کسی فرقے کا پیشوا اللہ کے وجود ہی کو تسلیم نہیں کرتا تو اس فرقہ کی راہ کس طرح حق ہو سکتی ہے۔ جبکہ اللہ کا وجود اتنا ظاہر وباہر ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے وجود کی شہادت دیتا ہے۔ قرآن مجید کا اعلان ہے: ﴿**سنريهم آياتنا في الآفاق وفي أنفسهم حتى يتبين لهم أنه الحق**﴾ ''ہم انہیں اپنی نشانیاں اطراف عالم میں، اور ان کی اپنی ذات میں دکھائیں گے، تاکہ یہ بات ان کیلئے واضح ہو جائے کہ قرآن (اللہ کی) برحق کتاب ہے''۔ (فصلت: ۵۳) کیا خوب کہا سعدی شیرازیؒ نے:

؎ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقی دفتر یست معرفت کردگار

نیز یہ کہ ہست ونیست دو متناقض امور ہیں، جن میں سے کسی ایک کا کسی جگہ ہونا ضروری ہے، کوئی چیز بھی بیک وقت ان دونوں سے خالی نہیں ہو سکتی۔

خالق کائنات اللہ نہیں بلکہ عقل کل ہے اور وہ ہے امامِ زمان: پیر شاہ ناصر خسرو کے مطابق خالقِ عالَم اللہ نہیں بلکہ ایک روحانی عالم ہے جس کو وہ عقلِ کل کا نام دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ روحانی عالم کامل مکمل، پابندہ، سمیع، بصیر، غیر مکانی اور غیر فانی ہے۔ چنانچہ گویا ہے: ''اب اس حقیقت کا بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے سبحانہ کے امر سے روحانی عالم وجود میں آیا پھر اس عالم سے یہ کائنات پیدا ہوئی''۔ (وجہ دین، حصہ اول، ص ۳۵) نیز کہتا ہے: ''جب یہ معلوم ہوا کہ یہ عالم مجموعی طور پر فائدہ پذیر ہے، کیونکہ یہاں جو کچھ معدنیات، نباتات، حیوانات پیدا ہو جاتے ہیں ان میں سے کوئی ایک چیز بھی عناصر کی ذات میں نہیں پائی جاتی۔ سو ہم نے کہا کہ یہ سب کچھ عالم روحانی ہی پیدا کرتا ہے اور وہی فائدہ دہندہ ہے''۔ (وجہ دین، ص ۳۷) ''وہ عالم دنیا، مکمل، پائیندہ اور لطیف ہے''۔ (وجہ دین، ص ۳۵) ''اور توضیح کی جاتی ہے کہ وہ لطیف، باقی، توانا، دانا اور مکمل عالم مکان نہیں فی نفسہٖ اس کائنات کی طرح مکانی حیثیت

سے نہیں بلکہ لامکانی صورت میں موجود ہے اور مکان کے اندر نہیں''۔ (وجہ دین، ص۴۲) ''انسان کی ساری راحت وسہولت اور امن وامان عقل کل ہی سے ہے''۔ (وجہ دین، ص۴۴) ''قرآن میں بہشت کا بیان آیا جو پوری کائنات میں پھیلی ہوئی ہے۔ (۲۱، ۱۳۳:۳، ۵۷:۳) یہ امام کا جسم لطیف، روح کل اور عقل کلی کا دوسرا نام ہے، امام کا جسم لطیف، کائنات کے برابر اور کائنات پر محیط ہے''۔ (علم کے موتی، حصہ اول، ۳۰) ''عالم روحانی مخلوق نہیں''۔ (وجہ دین، ص۷۵)

یعنی اسماعیلی حجت کے نزدیک عالم روحانی عقل کل خود مخلوق نہیں، بلکہ خالق عالم ہے اور خالق میں کمال کی جتنی صفات ہونی ضروری ہیں وہ سب اس میں موجود ہیں، اور وہ فائدہ دہندہ ہے، اور آپ نے نصیر ہونزائی کی عبارت ملاحظہ فرمائی کہ عقل کل سے مراد امام زمان ہے تو گویا کہ امام زمان (آغا خان) عقل کل، عالم روحانی اور خالق عالم ہے اور خود مخلوق نہیں، جبکہ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ اللہ ہی خالق عالم ہے اور وہی فائدہ دہندہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿الله خالق كل شيء وهو على كل شيء وكيل﴾ ''اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا محافظ ونگراں ہے''۔ (الزمر:٦٢)

رسول بھیجنے والا اللہ نہیں! بلکہ نفسِ کل ہے: اسماعیلی حجت کا کیا کہئے جس طرح وہ عقل کل کو خالق عالم قرار دیتا ہے اسی طرح نفس کل کو رسول بھیجنے والا گردانتا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے: ''حقیقت یہ ہے کہ انسان رسول کی فرمانبرداری کے ذریعے نفسِ کل کی موافقت حاصل کرسکتا ہے، کیونکہ وہ نفسِ کل کے بھیجے ہوئے ہوتے ہیں''۔ (وجہ دین، ص۵۱) کسی بھی اہل مذہب کا اس میں شک نہیں ہوسکتا کہ رسول بھیجنے والا اللہ کی ذات ہے، مگر پیر صاحب کا کیا کہئے۔ کہتا ہے کہ رسول بھیجنے والا نفسِ کل ہے۔ گویا کہ اس کے نزدیک نفس کل اللہ ہے، بلکہ آگے چل کر اس کی تصریح بھی کی ہے چنانچہ گویا ہے: ''اور جب لوگ نفسِ کل کی مدد کریں تو وہ ان کی مدد کرے۔ چنانچہ اللہ فرماتے ہیں: ﴿يأيها الذين آمنوا ان تنصروا الله ينصركم﴾ (محمد:۷) ''اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا''۔ (وجہ دین، حصہ اول، ۵۱) یعنی ﴿يأيها الذين آمنوا ان تنصروا الله ينصركم﴾ میں ''اللہ'' سے مراد نفسِ کل ہے تو نفسِ کل اللہ بنا۔ عیاذاً باللہ۔

امام زمان قرآن ہے: اسماعیلی فرقہ تو بظاہر عام مسلمانوں کی طرح قرآن مجید کے ماننے کا دعویدار ہے مگر حقیقت میں وہ قرآن مجید کو نہیں مانتے۔ جیسا کہ بعد میں اس کے متعلق بحث کی جائے گی۔ وہ جس قرآن کے ماننے کا اقرار کرتے ہیں اس سے مراد وہ قرآن نہیں جس کو عام مسلمان مانتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں، بلکہ

یہ لوگ امام (آغا خان) کو قرآن کا نام دیتے ہیں اور اسی کو قرآن ناطق کہتے ہیں۔ چنانچہ اسماعیلی مبلغ نصیر ہونزائی لکھتا ہے: ''کتاب قرآن کی تاویل امام زمان ہیں''۔ (علم کے موتی، حصہ اول، ۲۹)

امام زمان کعبہ ہے: جیسا کہ عام اسلامی اصطلاحات کا ذکر کر کے اسماعیلی فرقہ ان سے امام زمان یا کوئی دوسرا مخصوص، خود ساختہ معنی مراد لیتے ہیں اسی طرح حج کی اسلامی اصطلاح کو بھی وہ اپنی طرف سے ایک معنی پہناتے ہیں، چنانچہ وہ حاجی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے امام کا دیدار کیا ہو اور امام کو کعبہ قرار دیتے ہیں۔ اس کی مکمل وضاحت میں نے اپنی کتاب ''مذہب اسماعیلیہ قرآن وحدیث کے آئینے میں'' میں کی ہے۔ جبکہ یہاں پر بھی میں ایک اسماعیلی کتاب کی عبارت پیش کرتا ہوں، تاکہ آپ ان کے اس باطل عقیدہ سے آگاہ ہو جائیں۔ نصیر ہونزائی اپنی کتاب میں رقمطراز ہے: ''سبحان اللہ کیا شان ہے قرآن حکیم کی اور امام برحق کی کہ اس آیت کریمہ میں امام اقدس واطہر کا ذکر ہے کہ وہی بحقیقت حرم خدا ہیں''۔ (علم کے موتی، حصہ اول، ص ۴۳) قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں ﴿اولم یروا أنا جعلنا حرما آمنا﴾ (العنکبوت: ٦٧) میں خانہ کعبہ کا جو ذکر آیا ہے نصیر ہونزائی کے مطابق اس سے مراد امام زمان (آغا خان) ہے۔ آگے چل کر کہتا ہے کہ ''حرماً آمناً'' سے مراد خانہ کعبہ ہو ہی نہیں سکتا، کیونکہ اس سے بیت اللہ مراد لینے سے بہت سی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ گویا ہے: ''پس اگر ہم خانہ کعبہ بغیر تاویل کے امن کی جگہ مانیں تو بہت سے سوالات ابھریں گے''۔ (علم کے موتی، حصہ اول، ص ۴۴، ۴۵)

امام زمان بیت المعمور ہے: فرشتوں کے قبلہ کا نام بیت المعمور ہے، مگر اسماعیلی مبلغین اس سے بھی آغا خان مراد لیتے ہیں۔ جیسا کہ نصیر ہونزائی کا کہنا ہے: ''جاننا چاہیے کہ بیت المعمور (یعنی اللہ کا آباد گھر) زمانے کا امام ہے''۔ (علم کے موتی، حصہ اول، ص ۴۷)

امام زمان بہشت ہے: جنت سے متعلق اسماعیلی نظریہ بعد میں پیش کیا جائے گا مگر فی الحال ملاحظہ فرمائیں کہ اسماعیلی فرقہ جنت سے بھی آغا خان مراد لیتا ہے، جیسا کہ تحریر ہے: ''قرآن میں بہشت کا بیان آیا ہے جو پوری کائنات میں پھیلی ہوئی ہے۔ (۲۱، ۱۳۳/۳، ۵۷، ۲۱) یہ امام کا جسم لطیف کائنات کے برابر اور کائنات پر محیط ہے''۔ (علم کے موتی، حصہ اول، ص: ۳۰) یعنی بہشت امام زمان کا نام ہے اور امام عقل کل اور روح کلی ہے اور پیر ناصر خسرو کی عبارت آپ نے پہلے ہی ملاحظہ فرمائی کہ عقل اور روح کلی خالق عالم ہے تو امام زمان جو عقل کل اور بہشت ہے خالق عالم ہوا۔ عیاذاً باللہ۔

ہدایت کیلئے قرآن نہیں بلکہ صرف امام ہے:

امام زمان (جو اسماعیلیوں کے ہاں نہایت وسیع المعنی ہے) کا ذکر کرنے کے بعد اب میں دیگر اسلامی عقائد کے متعلق ان کا نظریہ یا حوالہ پیش کروں گا۔ سب سے پہلے قرآن مجید کے بارے میں ان کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں:

اس کے متعلق اسماعیلی امام سلطان محمد شاہ تو صراحت کے ساتھ اعلان کرتا ہے کہ اسماعیلی لوگ ہدایت کیلئے کسی مخصوص کتاب کو نہیں مانتے، ان کیلئے ہدایت صرف امام کی ذات ہے۔ نیز اسماعیلی حجت پیر شاہ ناصر خسرو بھی تصریح کرتے ہیں کہ قرآن کوئی مخصوص کتاب نہیں اور وہ کمال بیباکی سے ہندوؤں کے من گھڑت مجموعوں کو بھی قرآن قرار دیتا ہے۔ ذیل میں ان دونوں کے فرامین وعبارات درج ہیں: ''اسماعیلیوں کے پاس رہبری کیلئے کوئی مخصوص کتاب نہیں مگر زندہ امام ہے''۔ (از فرمان ۱۴، از فرامین سلطان محمد شاہ، بمبئی واڑی، ۲۹-۱۲-۱۹۴۵ء)

''تم پر واجب ہے کہ میں جو فرمان کروں اس پر عمل کرو مومن کا یہی مذہب ہے''۔ (فرمان ٦، جامنگر، ۱۴،۴،۱۹۵۰) ''میں رات کہوں تو رات، دن کہوں تو دن مگر امام کے فرمان کے مطابق تمہیں چلنا چاہیے۔ انسان کی عقل کی بنیاد بھی امام کی عقل پر ہے''۔ (فرمان ۲۱، از فرامین سلطان محمد شاہ، ۴،۴،۱۹۰۸) ''تم پر واجب ہے کہ ہم جو فرامین فرماتے ہیں ان کے مطابق عمل کرو، مومن کا یہی مذہب ہے''۔ (روحانی راز، ص ۷، از فرامین سلطان محمد شاہ) ''جو ہمارے فرامین پر عمل کرتے ہیں وہی حقیقی مومنین ہیں''۔ (روحانی راز، ص ۱۸، از فرامین سلطان محمد شاہ)

فرمان نمبر ۱: میں تو امام صاحب قرآن کا کتاب ہدایت ہونے سے انکار کرتا ہے، اور اپنے ہی کو ہدایت کیلئے کافی قرار دیتا ہے۔ اس کے بعد دیگر فرامین میں خود کو جملہ احکام کا مالک ومختار اور اپنی طرف سے جملہ امور کو جائز وناجائز، حرام وحلال، ضروری وغیر ضروری ٹھہرا کر اسماعیلیوں کو بیوقوف بناتے ہوئے ان کو اپنی پیروی کا حکم دیتا ہے، کہ مومن صرف وہی ہے جو اس کے فرامین کو مانے اور اس پر عمل کرے۔

۱۔ ملاحظہ فرمائیں اسماعیلی حجت ناصر خسرو کی عبارت جس میں قرآن مجید کی خصوصیت کا واضح طور پر انکار کیا گیا ہے۔

''اگر کوئی شخص یہ کہے کہ بہت سے لوگوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بہتری کے ساتھ ہیں حالانکہ وہ قرآن کو نہیں مانتے جیسے رومن، روسی، ہندو وغیرہ، تو میں اسے یہ جواب دوں گا کہ جس گروہ کے درمیان آسمانی کتاب موجود ہو تو یوں سمجھنا چاہیے کہ ان کے درمیان اللہ کی کتاب موجود ہے اور اللہ کی ساری کتاب قرآن ہی ہے (آگے

چل کر) پس رومنوں کے درمیان انجیل روسیوں کے درمیان تورات اور ہندوؤں کے درمیان صحفِ ابراہیم موجود ہے، اور جو دانا ہندوؤں کا حال پوچھے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ وہ سارے دنیا والوں میں سب سے زیادہ تقلید کرنے والے ہیں ہندو دانشمند انتہائی پرہیز گار ہوتے ہیں ان کے درمیان زنا، اغلام نہیں۔ وہ جھوٹ نہیں بولتے اور جھوٹی قسمیں نہیں کھاتے۔ ان کے پاس ایک کتاب ہے جس کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے''۔ (وجہ دین، حصہ اول، ص ۷۱) ذرا غور فرمائیں کہ جو شخص رومنوں، روسیوں، ہندوؤں کے پاس موجود غلط مجموعوں کو اللہ کی کتاب قرار دے دے، کیا وہ قرآن کی حقانیت کا ماننے والا ہوسکتا ہے، اور کیا وہ قرآن مجید کو مخصوص کتاب الٰہی (جو محمد ﷺ پر اتری اور جو سب سے آخری آسمانی کتاب ہے) مانتا ہے، اور کیا کوئی شخص قرآن کو مانے بغیر بھی مسلمان رہ سکتا ہے، اور کیا کوئی مسلمان ہندوؤں کو مذہبی لحاظ سے اپنے سے بہتر تصور کرسکتا ہے۔ مگر کیا کہنا پیر صاحب کا کہ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ ہندو اس سے بہتر ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ پیر صاحب اسماعیلی مذہب پر اسلام کا نام رکھنے کے بجائے ''ہندومت'' کا نام رکھ دیتا۔

عقیدۂ ختم نبوت کا انکار: چونکہ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ عزوجل کے سب سے آخری نبی ہیں، ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور ان پر نازل کردہ کتاب قرآن مجید وہ آخری کتاب ہے جس کے احکام ناقابل تغیر ہیں اور تاقیامت یہی احکام رہیں گے، ان میں ذرا تغیر کرنے کا حق حاصل نہیں، مگر اسماعیلی کتب اور امامی فرامین کے مطابق سرورِ کونین ﷺ پر نبوت ختم نہیں ہوئی بلکہ ان کے بعد ایک دوسرے نبی کا انتظار ہے۔ نیز قرآن پاک کے ماننے کے بجائے یہ فرقہ فرامین اور گنان کو مانتا ہے تو ان کے نزدیک قرآن کی ابدیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بلکہ امام کا ہر فرمان ان کیلئے قرآن ہے۔ اسماعیلی حجت پیر شاہ ناصر خسرو ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے رقمطراز ہے: ''اور یہ چھ ناطق (پیغمبر) جو آئے ہیں، وہ بھی ہفتہ کے چھ دنوں کی طرح آئے ہیں اور جو قائم آنے والا ہے، وہ ان کا ساتواں ہے''۔ (وجہ دین، ص ۶۶)

''جن پیغمبروں نے لوگوں کو یہ خبر دی ہے وہ یہ چاہتے تھے کہ سمجھ لیا جاوے کہ بموجب فرمانِ الٰہی چھ حضرات دنیا میں آئیں گے، تاکہ لوگوں کو کام بتا دیا جائے اور جو ان کا ساتواں حضرت آئے گا وہ کوئی کام نہیں بتائے گا، بلکہ وہ تو لوگوں کو ان کے کام کا بدلہ دیا کرے گا۔ اسی روز یعنی زمانہ کو سنیچر کہا گیا ہے اور اس کا احترام کرنے کیلئے کہا گیا ہے اور وہ قائم القیامت علیہ السلام کا دن ہے۔ پس ہم بطور خلاصہ یہ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام عالم

دین کے اتوار ہیں۔نوح علیہ السلام سوموار ہیں، ابراہیم علیہ السلام منگل وار ہیں اور موسیٰ علیہ السلام بدھوار ہیں، عیسیٰ علیہ السلام جمعرات ہیں اور حضرت محمد ﷺ عالم دین کے روز جمعہ ہیں اور سنیچر کے آنے کا انتظار کیا جاتا ہے''۔(وجہ دین، حصہ اول، ص۶۶۔۶۷)

قیامت کے متعلق اسماعیلی نظریہ ان شاء اللہ تعالیٰ بعد میں پیش کیا جائے گا۔اب صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ ان کے نزدیک ابھی نبوت ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ ساتویں ناطق کا انتظار ہے اور ناطق اسماعیلی اصطلاح میں پیغمبر کو کہا جاتا ہے۔جبکہ اللہ لایزال کا اعلان ہے کہ محمد ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی، ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿ما کان محمد أبا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین﴾''محمد ﷺ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں''۔(الأحزاب:۴۰)

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: (أنا خاتم النبیین لا نبی بعدی) (صحیح الترمذی، للعلامہ ناصر الدین الألبانی: ۲۲۱۹)''میں آخری پیغمبر ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا''۔عجیب بات ہے کہ اس عقیدۂ ختم نبوت سے انکار کی بنا پر قادیانی فرقہ اقلیت قرار دیا گیا مگر آغا خانی فرقہ ابھی تک آئینی مسلمان ہیں۔ امام آغا خان سلطان محمد شاہ کے فرامین ملاحظہ فرمائیں:''امام زمان کے فرامین ہمیشہ نئے آتے ہیں تم آخری فرمان پر عمل کرنا''۔(فرمان۴۰، دارالسلام، ۱۵۔۲۔۱۹۲۷ء)''ہم ہر وقت فرمان کرتے ہیں جو آخری فرمان ہو اس پر چلنا''۔(از فرمان ۳۹، حیدرآباد سندھ ۲۶۔۲۔۱۹۰۰ء)''تمہارے مذہب کا پایہ یہ ہے کہ جوں جوں وقت بدلتا ہے توں توں فرمان بدلتے ہیں۔(آگے چل کر) زمانے کے مطابق فرمان ہوتے ہیں، ان کا سمجھنا مذہب کا پایہ ہے۔(آگے چل کر) ہماری امامت کے ستر برس میں ہم نے ستر دفعہ تبدیلی کی ہے یعنی ہمارے ابتدائی فرامین اور اس وقت کے فرامین میں بہت فرق دیکھو گے''۔(از فرمان۴۰، کراچی، ۷۔۳۔۱۹۵۱ء)

''آج تم کو دعا پڑھنے کا فرمان ہے، دو سو برس بعد یا کل صبح دعا پڑھنے سے منع فرمائیں تو نہیں پڑھنے چاہئیں''۔(از فرمان۳۳)''مال واجبات دینے کا ثواب تم جانتے ہو، اس کے متعلق ہماری طرف سے اگر ایسا ہو کہ جو ادا کرے گا وہ گنہگار ہے تو اسے نہیں دینا چاہیے، ہمارے فرمان کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ ہمارا حکم نہ ہو لیکن ادا کرے تو گنہگار گنا جائے گا۔کسی وقت ہماری طرف سے ایسا حکم ہو کہ چھ یا آٹھ ماہ تک دعا نہ پڑھو تو اتنا عرصہ ایسا ہی کرنا، اسی طرح جو ہمارے فرامین پر عمل کرتے ہیں وہی حقیقی مومنین ہیں''۔(از فرمان۲۴، یونہ، ۱۵۔۱۲۔۱۹۰۵)

ہر ایک چیز اور ہر قسم کے مال میں سے ایک مخصوص یعنی ۱/۱۰ حصہ نکال کر آغا خانی لوگ آغا خان کے نام پر

دیا کرتے ہیں جس کو وہ زکوتی مال واجبات اور (دشوند) کا نام دیتے ہیں۔ اسلام میں زکاۃ کا جو تصور ہے اس کو نہیں مانتے۔ نماز پنجگانہ مسجد میں ادا کرنے کے بجائے یہ لوگ جماعت خانہ جا کر دن میں تین مرتبہ دعا پڑھتے ہیں، جن کو وہ نماز بھی کہتے ہیں۔ دشوند اور دعا اسماعیلیون کے نزدیک اس طرح فرض ہے جس طرح کہ نماز وزکاۃ مسلمانوں کے نزدیک، مگر فرق یہ ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک نماز وزکاۃ غیر متبدل طور پر زمانہ نبوت سے لے کر ابھی تک باقی ہیں اور تا قیامت ان شاء اللہ تعالیٰ اسی طرح باقی رہیں گے۔ مگر اسماعیلیوں کے دشونداور دعا دن بدن بدلتے رہتے ہیں اور ہر روز نت نئے طریقوں کا حکم ہوتا رہتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر آغا خان اپنے آپ کو اللہ نہیں کہتا تو یہ احکام کی تبدیلی اس کی طرف سے کیوں ہوتی رہتی ہے، اور چونکہ اب بحث ختم نبوت کی ہے اس بارے میں عرض یہ ہے کہ جب احکام غیر متبدل طریقے سے باقی نہیں رہے تو نبوت کس طرح ختم ہوئی۔ لہٰذا آغا خان کے ان سارے فرامین کا واضح معنی یہ ہے کہ ابھی نبوت ختم نہیں ہوئی، اگر آغا خان خود اللہ ہے تو اپنے چیلوں کے ذریعے احکامات بھیجتے رہیں گے اور اگر پیغمبر ہے تو ہر روز نئے نئے احکام لاتے رہیں گے۔ بہرحال اس فرقہ کے نزدیک ختم نبوت کا تصور ہے ہی نہیں۔

قیامت اور اسماعیلی تصور: اب اسماعیلی نظریہ کے مطابق قیامت و مابعد القیامت کا ذکر ہو رہا ہے کہ اس فرقہ کے نزدیک قیامت و مابعد ہا کا تصور کیا ہے، تو ملاحظہ فرمائیں حجت خراسان کی عبارات: ''اور جب لوگوں کی یہ عادت ہے کہ کام کر کے کام کی اجرت، کام بتانے والے ہی سے طلب کرتے ہیں تو لازمی ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق کوئی شخص آئے گا جو ان کام کرنے والوں میں سے ہر شخص کو اس کے کام کے مطابق بدلہ دیا کرے گا اور وہ قائم القیامۃ علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ وہ حضرت شریعت کے مالک ہیں۔ جو ان کے کئے ہوئے کاموں کا حساب کریں گے اور کام کرنے والوں کو حساب دیا کریں گے''۔ (وجہ دین، حصہ اول، ص ۶۳)

پیر صاحب کی ایک دوسری عبارت جو اس سے پہلے بھی آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں، پیش کی جاتی ہے:

''جن پیغمبروں نے لوگوں کو یہ خبر دی ہے وہ یہ چاہتے تھے کہ سمجھ لیا جائے کہ بموجب فرمان الٰہی چھ حضرات دنیا میں آئیں گے، تاکہ لوگوں کو کام بتا دیا جائے اور جو ان کا ساتواں حضرت آئے گا وہ کوئی کام نہیں بتائے گا بلکہ وہ تو لوگوں کو ان کے کام کا بدلہ دیا کرے گا، اس روز یعنی زمانہ کو سنیچر کہا گیا ہے اور اس کا احترام کرنے کیلئے فرمایا گیا ہے اور وہ قائم القیامۃ علیہ السلام کا دن ہے''۔ (وجہ دین، ص ۶۶، ۶۷)

ان دونوں عبارتوں میں آپ غور فرمائیں کہ روز جزا پیر صاحب کے نزدیک کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ چھ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد ایک ساتواں پیغمبر آئے گا، جس کا نام قائم القیامۃ (مہدی) ہوگا۔ وہ اس دنیا میں

لوگوں کو ان کے کئے کا بدلہ دے گا اور اس وقت اور اس دن کا نام ''ہفتہ'' (یوم السبت) ہے۔ اب آپ ہی فرمائیں کہ یہ قرآن مجید کے پیش کردہ نظریہ آخرت کا صاف انکار نہیں؟!، قرآن تو کہتا ہے کہ زمین و آسمان اور جملہ اشیاء کی فنا کے بعد ایک دوسرا عالم اللہ کے حکم سے وجود میں آئے گا اور اس عالم میں اللہ تعالیٰ لوگوں کے کئے کا حساب لے کر ان کو بدلہ دیں گے۔ اس دن کو یوم الدین یوم القیامۃ وغیرہ ناموں سے پکارا گیا ہے، اور اللہ ہی اس دن کا مالک ہے جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿مالک یوم الدین﴾ ''مالک ہے روز جزا کا'' اور اللہ کے سوا دوسری جملہ مخلوقات سے اس دن کی حکمرانی کی نفی کی گئی ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿لمن الملک الیوم للہ الواحد القھار﴾ ''آج کس کی بادشاہی ہے؟ (پھر خود ہی جواب دے گا) اللہ کی ہے جو اکیلا ہے، ہر چیز پر غالب ہے''۔ (غافر:۱۶) لیکن اسماعیلی حجت کا کہنا ہے کہ روزِ جزا تو دنیا ہی ہے فنا کا سوال ہی نہیں اور بدلہ دینے والا اللہ نہیں بلکہ قائم القیامۃ (مہدی) ہے۔

پل صراط اور اسماعیلی عقیدہ: آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اسماعیلیوں کے نزدیک قیامت کا تصور ہے ہی نہیں تو پل صراط، جنت، دوزخ وغیرہ کے وہ کیا قائل ہوں گے۔ چنانچہ اسماعیلی امام سر سلطان محمد شاہ صراحت کے ساتھ پل صراط کا انکار کرتے ہوئے کہتا ہے: ''لوگ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد پل صراط ہے، یہ بات جھوٹ ہے'' (از فرمان، ۸۹، زنجبار، ۱۶۔۹۔۱۸۹۹ء) مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ پل صراط حق ہے اور اس کو عبور کئے بغیر جنت تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ مگر عبور کرنے کیلئے مختلف درجات ہوں گے اور قرآن مجید کا ارشاد ہے: ﴿وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا﴾ ''تم میں سے ہر ایک کو اس پر سے آنا ہو گا یہ آپ کے رب کا حتمی فیصلہ ہے''۔ (مریم:۷۱)

جنت: یقینی بات ہے کہ مندرجہ بالا خبیث عقائد رکھنے والے کبھی جنت میں نہ جا سکیں گے اور اسماعیلی پیشواؤں کو بھی اس بات کا بخوبی احساس ہے، اس لئے وہ جنت کا سرے سے ہی انکار کرتے ہیں اور اپنی طرف سے احمقوں کی جنت کی تصویر کھینچ کر غریب اسماعیلی عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ چنانچہ کبھی وہ عقل کل کو بہشت قرار دیتے ہیں اور کبھی امام زمان کو اور کبھی جنت کے میووں سے عقل کل، نفس کل، ناطق اور اساس مراد لیتے ہیں۔ ان کی اس پریشانی کو آپ انہی کی عبارات سے ملاحظہ فرمائیں: ''مومن مخلص پر واجب ہے کہ وہ اس عالم کو پہچانے اور یہ سمجھ لے کہ حقیقت میں بہشت وہی عالم ہے''۔ (وجہ دین، ص۴۲) ''اس کی دلیل جو ہم نے کہا کہ عقل کل ہی بہشت ہے کہ انسان کی ساری راحت و سہولت اور امن و امان عقل کل ہی سے ہے''۔ (وجہ دین، ص۴۴) ''قرآن میں بہشت کا بیان آیا ہے کہ جو پوری کائنات میں پھیلی ہوئی ہے''۔ (۵۷۔۳،۲۱۔۱۳۳) ''یہ امام کا جسم لطیف، روح کلی اور عقل

کلی دوسرا نام ہے''۔ (علم کے موتی، حصہ اول، ص۳۰) دیکھئے اسماعیلی حجت کہتا ہے کہ عقل کل بہشت ہے اور علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ امام زمان بہشت ہے مگر بحقیقت ان دونوں میں کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ آپ نے پہلے ملاحظہ فرمایا کہ امام زمان ایک ہمہ گیر اصطلاح ہے جس میں عقل کل، نفس کل، جنت وغیرہ سب داخل ہیں۔ حجت وعلامہ میں بحقیقت اگر چہ اختلاف نہیں مگر ان دونوں کا نظریہ تو یقیناً اسلام کا مخالف ہے، کیونکہ اسلام جنت کو ایک خاص حقیقت کے طور پر پیش کرتا ہے جو کہ ساری کی ساری نعمت ہے جس میں حور وغلمان بھی ہیں، محلات وباغات بھی۔ غرض ایسی ایسی نعمتیں ہیں کہ **(لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر ببال احد)** ''کہ نہ تو ان نعمتوں کو آنکھوں نے دیکھا ہوگا اور نہ کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی کے جی میں آئی ہوں گی''۔

جنت کی چار نہروں کے بارے میں ژاوہ گوئی: اساس کی تاویل، ناطق کی تالیف، ثانی کی ترکیب اور اول (عقل کل) کی تائید، سب کی سب سابقہ عقل کل کی ہوتیت (حقیقت) میں یکجا ہیں اور یہ بہشت کی وہ چار نہریں ہیں جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے پرہیز گاروں سے کیا ہے، قولہ تعالیٰ ﴿**مثل الجنة التی وعد المتقون فیها انهار من ماء غیر اٰسن وانهار من لبن لم یتغیر طعمه وانهار من خمر لذة للشاربین وانهار من عسل مصفی**﴾ (محمد:۱۵) ''اس جنت کی مثال جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا گیا ہے، یہ ہے کہ اس میں کبھی خراب نہ ہونے والے پانی کی نہریں جاری ہیں، اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا ذائقہ کبھی نہیں بدلے گا، اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کیلئے نہایت لذیذ ہوگی، اور خالص شہد کی نہریں ہیں''۔

پیر صاحب چونکہ جنت کا انکار کرتے ہیں اور قرآن مجید کی تحریف کو اپنا شعار بنا رکھا ہے اس لئے جنت کی چار نہروں یعنی خالص شہد سے عقل، نفس کل، ناطق اور اساس مراد لیتا ہے۔ **نعوذ باللہ من هذا الشر**

پانچ بناء، اسلام اور اسماعیلی تصور: رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں:

۱۔ توحید ورسالت (۲) نماز (۳) زکوٰۃ (۴) حج (۵) روزہ

جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: **(بنی الاسلام علی خمس شهادة أن لا اله الا اللہ وان محمداً رسول اللہ واقام الصلاة وایتاء الزکاة والحج وصوم رمضان)**

ان کے مقابلہ میں اسماعیلی مذہب کی بنیادیں بھی پانچ ہیں۔ چنانچہ سلطان محمد شاہ حاضر امام کہتا ہے:

''دین کی پہلی بنیاد یہ ہے کہ ہمیشہ کیلئے جماعت خانہ میں حاضر ہونا اور وہیں دعا پڑھنا'' (فرمان ۱۱، کچھ

ناگلپور، ۱۵۔۱۱۔۱۹۰۳ء) ''تمہارے دین کی بنیاد نیک اعمال پر رکھی گئی ہے: (۱) آنکھ کی نظر پاک ہونا (۲) سچ بولنا (۳) سچائی سے چلنا (۴) نیک اعمال''۔ (فرمان ۸۳، زنجبار ۱۳۔۹۔۱۸۹۹ء)

پہلے آپ مندرجہ بالا عبارت میں غور کریں کہ تفصیل میں مذکورہ امور نیک اعمال ہیں کہ نہیں۔ اگر نہیں تو نیک اعمال کی فہرست میں ان کے ذکر کرنے کا کیا مقصد؟ اور اگر ہیں تو نیک اعمال کو پہلے تینوں کے مقابلہ میں ذکر کرنے کا کیا مقصد؟ نیز کیا نیک اعمال کی تفسیر نیک اعمال سے کرنا مبہم سے مبہم کو واضح کرنے کی ناکام کوشش نہیں؟!!۔ ارکان اسلام کے مقابلہ میں اسماعیلی مذہب کی بنیادیں اپنی طرف سے رکھنے پر ہی یہ امام اکتفا نہیں کرتا، بلکہ ارکان اسلام کی افادیت سے بالکل منکر ہے جیسا کہ کہتا ہے: ''انسان اگر نماز پڑھے روزہ رکھے تو اس کی وجہ سے کوئی گناہوں سے پاک نہیں ہوتا''۔ (از فرمان ۷۶، رنجبار، ۱۸۔۸۔۱۹۰۵ء)

اسماعیلی مذہب اسماعیلی امام کی نظر میں: امام فرمان سر سلطان محمد شاہ کا اسماعیلی مذہب کے بارے میں فرمان ہے: ''اپنا اسماعیلی مذہب بہت قدیمی ہے''۔ (از فرمان ۹۳، بمبئی ۸۔۲۔۱۹۰۸ء) تمہارا دین بہت اونچا، افضل اور سچا ہے، یہ آج سے نہیں بلکہ ازل سے افضل ہے، یہ دین تم کو پیر صدرالدین نے کھوج کر دیا ہے، اس کا سنبھالنا تم پر واجب ہے''۔ (فرمان ۱۰۲، ۲۸۔۶۔۱۹۰۸ء) دین تو ازلی اور قدیم ہے مگر کھوج کر پیر صدر الدین نے نکالا ہے جو اسماعیلی تاریخ کے مطابق ۷۰۰ھ میں پیدا ہوا تو شاید ۷۰۰ھ ازل تھی، اس کے بعد اسماعیلی امام اس مذہب کی اصل حقیقت بیان کرتا ہے: ''تم روح پرست ہو اس لئے ہمیشہ تمہیں روح پرست ہی رہنا چاہئے''۔ (روحانی راز، ص۸۷)

بس یہی حقیقت ہے اسماعیلی مذہب کی کہ اسماعیلی لوگ ہمیشہ روح کی عبادت کرتے رہتے ہیں اور جیسا کہ پہلے معلوم ہوا کہ وہ روح امام زمان ہے اور موجودہ وقت میں وہ پرنس کریم آغا خان ہے جس کی تصویر سامنے رکھ کر یہ لوگ اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ **ھدا ھم اللہ تعالی.**

مسجد کے مقابلہ میں جماعت خانہ یعنی اسماعیلی معبد: قرآن مجید میں مسلمانوں کے عبادت خانہ کا ذکر مسجد کے نام سے آیا ہے، اسی طرح یہود و نصاریٰ کے معبدوں کا بھی ذکر ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿**ولو لا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا**﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ ہٹاتا نہ رہتا تو عیسائی راہبوں کی خانقاہیں، گرجے، یہودیوں کی عبادت گاہیں، اور وہ مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے، سب کے سب منہدم کر

دیئے جاتے''۔ (الحج: ۴۰) ''صوامع'' عیسائی درویشوں کے خلوت خانے، ''بیع'' عام نصاریٰ کے عبادت خانے اور ''صلوات'' یہودیوں کے گرجے اور ''مساجد جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے'' مسلمانوں کے عبادت خانے۔ مگر آغا خانی فرقہ کا کہنا ہے کہ قرآن میں جماعت خانہ کا بھی ذکر ہے۔ یعنی ''صومعہ'' جو قرآن مجید میں آیا ہے اس سے مراد جماعت خانہ ہے۔

چنانچہ ایک اسماعیلی پیشوا پیر مرحمت شاہ اپنی کتاب میں تحریر کرتا ہے: ﴿**صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیها اسم الله کثیرا**﴾ ''عیسائی راہبوں کی خانقاہیں، گرجے، یہودیوں کی عبادت گاہیں، اور وہ مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ کو یاد کیا جاتا ہے''۔ (الحج: ۴۰) مومنو! تکیہ وہ جگہ ہے جہاں درویش فقیر اور پرہیز گار لوگ اللہ کو یاد کرتے ہیں جیسا کہ عیسیٰ کے زمانے میں اللہ شناس اور فقیر لوگ تکیے میں جا کر عبادت و بندگی کرتے تھے اور باقی لوگ گرجا میں۔ پس مومن، درویش پرہیز گار لوگوں کی عبادت و بندگی کی جگہ تکیہ ہے جس کو قرآن مجید میں درویش خانہ اور جماعت خانہ بھی کہا گیا ہے''۔ (از مصنفہ پیر مرحمت شاہ ۱۷۴)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ پیر صاحب اعتراف کرتے ہیں کہ جماعت خانہ وہی صومعہ اور عیسائیوں کا عبادت خانہ ہے جو آیت کریمہ میں مذکور ہے تو صاف معلوم ہوا کہ یہ مذہب بحقیقت اسلام سے نہیں نکلا بلکہ کسی غیر دین سے نکلا ہے، مگر اسماعیلی پیشوایان باَمر مجبوری دنیوی مفادات کی خاطر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں کیونکہ اسلام کا نام لئے بغیر وہ سادہ لوح لوگوں کو جن کا دین اسلام کے ساتھ شغف ہے اور اس باطل کو بھی وہ اپنی لاعلمی اور مکاروں کے مکر کی وجہ سے خالص اسلام جان کر قبول کئے ہیں دھوکہ نہیں دے سکتے، اور اسماعیلی پیشوایان جانتے ہیں کہ اس مذہب کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ناصر خسرو نے ہندو مذہب کو اپنے مذہب سے بہتر بتلایا ہے۔ حالانکہ کوئی مسلمان یہ گوارا نہیں کرے گا کہ ہندو کو اپنے سے بہتر کہے۔

پیر مرحمت شاہ کے مطابق تو جماعت خانہ کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے مگر ان کی اپنی اسماعیلی تاریخ کا کہنا ہے کہ جماعت خانہ کا ذکر قرآن مجید میں نہیں بلکہ یہ ۷۰۰ھ کے بعد بنائی گئی ہے۔ چنانچہ مرقوم ہے: ''سب سے پہلے جماعت خانہ حضرت پیر صدر الدین کے دست مبارک سے سندھ میں ''کوہاڑا'' کے مقام پر قائم ہوا''۔ (تاریخ اسماعیلیہ، ص ۵۴) ظاہر ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد قرآن مجید کے نزول کا سلسلہ بند ہو گیا اور ۷۰۰ھ میں جماعت خانہ قائم ہوا تو اس کا ذکر قرآن مجید میں کس طرح آ سکتا ہے۔ ہاں قرآن مجید میں جس چیز کا ذکر ہے وہ نصاریٰ کا عبادت خانہ ہے یعنی صومعہ اور پیر صاحب کا کہنا ہے کہ یہی جماعت خانہ ہے۔

شراب اور گدھی کے دودھ کا حلال ہونا: کسی بھی مسلمان سے پوشیدہ نہیں کہ شراب حرامِ قطعی اور ام الخبائث ہے اور گدھی کے دودھ کی خباثت ونجاست تو ہر صاحب فطرت کے نزدیک غیر متنازعہ طور پر مسلم ہے۔ مگر اسماعیلی امام سر سلطان محمد شاہ کہتا ہے کہ شراب کے استعمال سے گناہ نہیں ہوتا اور گدھی کا دودھ چونکہ طاقتور ہے اس لئے اپنے ماننے والوں کو حکم دیتا ہے کہ گدھی کا دودھ استعمال کیا کریں۔ چنانچہ کہتا ہے: ''جو لوگ شراب اور تمبا کو جیسے نشہ آور اور جسم کی تندرستی کو نقصان پہنچانے والی چیزیں استعمال کرتے ہیں ان پر مجھے غصہ تو نہیں آتا مگر افسوس ضرور ہوتا ہے۔ بلکہ آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں اور دکھ محسوس ہوتا ہے۔ میں بحیثیت امام کے یہ نہیں کہتا کہ ایسے نشہ آور چیزوں کے استعمال سے گناہ ہوتا ہے''۔ (از فرمان ۲۲۰، صفحہ ۸۷، مجموعہ فرامین)

''بچوں اور بڑے لوگوں کو گدھی کا دودھ پینا چاہیے کیونکہ وہ (دوسرے دودھ سے) دس گناہ طاقتور ہوتا ہے، اگر گدھی کا دودھ نہ ملے تو بکری یا گائے کا دودھ پینا چاہیے''۔ (فرمان ۱۹۴، ص ۷۵۔۷۶)

امام بھی ایسا ہونا چاہیے کہ حرامِ قطعی اور ام الخبائث کے استعمال سے اس کو ذرا بھی غصہ نہ آئے اور نہ وہ ناراض ہو، بلکہ حرامِ قطعی کو وہ گناہ ہی نہ سمجھے اور اپنے ماننے والوں کی صحت کا اتنا خیال رکھے کہ نشہ آور چیزوں کے استعمال سے بوجہ مضر صحت ہونے کے اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، اور گدھی کا دودھ طاقتور ہونے کی وجہ سے مومنوں کو ترجیحی طور پر اس کے استعمال کا حکم دے دے، تاکہ وہ گدھی کا دودھ پی پی کر گدھی زادہ بن جائیں۔ پھر برے اور بھلے کی تمیز کئے بغیر ہر گمراہی کو عقیدت کی نظروں سے دیکھیں اور نجس کو پاک سمجھیں۔

آغا خان کی انگریزوں سے دوستی ووفاداری: آخر میں انگریزوں کی آغا خان میں زبردست دلچسپی لینے کا ذکر کرنے کے بعد بحث کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ انگریز اگرچہ ملک چھوڑ کر چلے گئے۔ مگر اسلام اور اہل اسلام کیلئے بسیار فتنے اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔ ان میں سب سے بڑا فتنہ آغا خانی فتنہ ہے اللہ کرے کہ اہل اسلام اور اہل اقتدار کو اس فرقہ کے عزائم کا پورا پورا اندازہ ہو جائے۔ انگریز حکومت اس فتنہ میں بہت زیادہ دلچسپی لیتی تھی، آغا خان کے انگریزوں کے ساتھ بہت گہرے تعلقات تھے، انہی تعلقات اور مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کی خدمت اور کاسہ لیسی کے صلہ میں سلطان محمد شاہ کو انگریزوں کی طرف سے سر اور ہز ہائی نس کا موروثی لقب مل گیا تھا۔ جس کا ذکر تاریخ اسماعیلیہ میں بصد افتخار موجود ہے، نیز یہ کہ آغا خان کو اس عجیب وغریب فرقہ کا امام برحق بھی انگریزوں ہی نے قرار دیا تھا۔ جیسا کہ ''تاریخ اسماعیلیہ'' میں ہے۔

''۱۸۵۸ء کے قریب مسقط کی جماعت میں اسماعیلی امام کے مذہبی حیثیت کے متعلق اختلاف پیدا ہوا۔ جولوگ جماعت سے علیحدہ ہو گئے تھے انہوں نے صرف اختلاف پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ آغا خان کے اختیارات کے بارے میں بمبئی ہائی کورٹ میں مقدمہ دائر کیا۔ ہائی کورٹ کے فیصلہ کی رو سے آغا خان ہمیشہ کیلئے اسماعیلی لوگوں کا روحانی پیشوا قرار دیا گیا اور ان کے اختیارات قبول کر لئے گئے'' (تاریخ اسماعیلیہ: ۵۶۔۵۷) ''۱۸۶۸ء میں سر جوزف ارنلڈ، چیف جسٹس بمبئی ہائی کورٹ نے آغا خان کیس کے فیصلے میں فرمایا تھا، نہ صرف خواجہ حضرات ہی شروع سے اسماعیلیوں کے امام کو نذر گزارنے کے عادی تھے بلکہ ابتدا ہی سے یہ بات موجود تھی کہ یہ لوگ ایران بطور حج جایا کرتے تھے''۔ (تاریخ اسماعیلیہ، ص ۵۵) ''پہلے آغا خان کے خلاف ان کے چند مریدوں نے ان کا حق توڑنے کیلئے ۱۸۵۸ء میں مقدمہ دائر کیا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ یہ بات ثابت کر دیں کہ آغا خان کی امامت باطل ہے، یہ مقدمہ عرصہ دراز تک چلا۔ آخر فیصلہ آغا خان کے حق میں ہوا''۔ (تاریخ اسماعیلیہ)

آغا خان کی شخصیت سے سر چارلس اس قدر متاثر ہوئے کہ اس نے اپنی ڈائری میں لکھا کہ آغا خان بہت بااثر شخصیت کے مالک ہیں، وہ اپنے آدمیوں کی مدد سے ہمارے لئے کراچی سے رسل و رسائل مہیا کر سکتے ہیں، اور وہ اسماعیلیوں کے موروثی پیشوا ہیں اور ان کی جماعت اسماعیلی کے لوگ ایشیا میں ہر جگہ پائے جاتے ہیں اور وہ اس خطرناک راستہ کیلئے جہاں ہمارے بہت سے آدمی بلوچیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے، کار آمد و مفید ثابت ہوں گے۔ جب آغا خان اپنی مختصر فوج کے ساتھ قران میں قیام پذیر تھے تو بلوچیوں کے حملہ کی وجہ سے نقد ۲۳ لاکھ اور جواہرات کثیر کا نقصان ہوا۔ چنانچہ چارلس نے آغا خان کی ان بیش بہا خدمات اور قربانیوں کا ذکر گورنر جنرل سے کیا اور اس کے متعلق ایک رپورٹ انگلینڈ روانہ کی گئی۔ جس سے آغا خان کو ہز ہائی نس کا موروثی خطاب عطا کیا گیا''۔ (تاریخ اسماعیلیہ: ۴۹، ۵۰) ''اسماعیلی روئے زمین کے ہر چار سو پھیلے ہوتے تھے لیکن ان میں باہمی رشتہ داری پیدا کرنے کی کوشش گزشتہ صدی کے وسطی عہد میں کی گئی۔ ۱۹۶۵ء میں ہز اکلینسی لارڈ میو اسرائے ہند نے سر ڈگلسن فارسائتھ کی سرکردگی میں یارقند کو ایک وفد روانہ کیا۔ جس کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ ترکستان اور افغانستان کے باشندوں کی ایک کثیر تعداد آغا خان کو اپنا روحانی پیشوا مانتی ہے''۔ (تاریخ اسماعیلیہ: ص ۵۷)

آپ کو معلوم ہے کہ انگریزوں نے مسلمانوں کے پیشواؤں کو کبھی اچھی نظر سے نہیں دیکھا۔ ہاں اپنے مفادات کی خاطر اپنی طرف سے ایجنٹ مقرر کئے۔ جیسا کہ غلام احمد قادیانی وغیرہ ان میں سے ایک نامزد پیشوا اور ایجنٹ آغا خان بھی تھا جو کہ خالص انگریزوں کا آدمی تھا، نہ صرف یہ کہ وہ ان کا وفادار خادم تھا بلکہ ان کیلئے بڑی جانی

ومالی قربانی بھی دی، اور انگریزوں کیلئے راستہ صاف کرنے کی غرض سے بلوچی مسلمانوں سے خوب لڑائی کی، اگر چہ اس کو اس لڑائی میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور بہت سے اسماعیلی اپنے مقام کو پہنچ گئے۔ مگر انگریزوں کے دربار میں آغا خان کو بڑی عزت ملی۔ سر اور ہز ہائی نس کے موروثی خطابوں سے اس کو نوازا گیا، اور سرکاری سطح پر اس کے ماننے والوں کی اجتماعیت کی بھرپور کوشش کی گئی اور مختلف جگہوں میں وفود بھیجے گئے اور انگریز چیف جسٹس نے آغا خان کو اسماعیلیوں کی امامت کا دائمی تاج پہنا دیا۔ اللہ جانے کہ انگریزی امام کا یہ سلسلہ کب تک چلے گا اور کب تک یہ مکار، لوگوں کو دھوکہ دے کر گمراہ کرتے رہیں گے۔

میری دعا ہے کہ غریب ناواقف لوگوں کو اللہ رب العالمین ان چالبازوں کی چال سے نجات دے۔ آمین۔

سبحان اللہ وبحمدہ سبحانک اللہ وبحمدک أشھد أن لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک.

۱۷ جون ۱۹۸۲ء بوقت دوپہر جامع مسجد چک نمبر ۴ نبالہ خورد ضلع ساہیوال پنجاب

دینِ آغا خانی

نہ کوئی دین ہے ان کا، نہ کوئی ان کا اصول
عقل ودانش سے انہیں بیر، اصولاً مجہول

حق و انصاف و صداقت کو سمجھتے ہیں فضول
ان کا مقصود فقط دولت دنیا کا حصول

سر پہ احسان اٹھائے ہیں زمانے بھر کے
رقص کرتے ہیں اشاروں پہ یہ اہل زر کے

جامع مسجد اہل حدیث محلّہ مستریاں میں قرآن وسنت کانفرنس

مورخہ 13 اکتوبر بروز سوموار جامع مسجد اہل حدیث محلّہ مستریاں میں قرآن وسنت کانفرنس زیر صدارت رئیس الجامعہ ہوئی۔ جس سے شیر پنجاب حضرت مولانا منظور احمد آف گوجرانوالہ اور مولانا احتشام الحق بھوپال نے خطاب کیا جبکہ شاعر اسلام قاری عبدالوہاب صدیقی نے تازہ نعتیہ کلام پیش کیا۔